5032 ـ كيا غسل طہارت كے بعد وضوء كرنا ضرورى ہے ؟

سوال

كيا ميرے ليے غسل كے بعد وضوء كرنا ضرورى ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اگر تو آپ اس سے غسل طہارت مراد لے رہى ہيں تو اس كا جواب درج ذيل ہے:

صحيح بخارى ميں عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا سے مروى ہے كہ جب نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم غسل جنابت كرتے تو اپنے ہاتھوں سے ابتدا كرتے اور ہاتھ دھو كر پھر نماز والے وضوء كى طرح وضوء كرتے، پھر پانى ميں اپنى انگلياں ڈال كر پانى بالوں كى جڑوں تك پہنچاتے اور خلال كرتے، اور پھر اپنے سر پر تين چلو پانى بہا كر اپنے سارے جسم پر پانى بہاتے "

صحيح بخارى حديث نمبر (248).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

بطور شرف وضوء كے اعضاء كو پہلا دھويا ہے، اور اس ليے بھى كہ طہارت كبرى اور صغرى دونوں كى صورت حاصل ہو جائے...

ديكھيں: فتح البارى (1 / 248).

اور ايك مقام پر لكھتے ہيں:

امام بخارى رحمہ اللہ نے اس سے يہ بھى استدلال كيا ہے كہ: غسل جنابت ميں ايك بار واجب ہے، اور جو شخص غسل كى نيت سے وضوء كرے اور پھر جسم كے باقى اعضاء پر پانى بہائے تو اس كے ليے وضوء كى تجديد مشروع نہيں، ليكن اگر وضوء ٹوٹ جائے تو كرنا ہوگا.

ديكھيں: فتح البارى (1 / 362).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

غسل جنابت کے دو طریقے ہیں:

ایک طریقہ کفائت ہے، دوسرا طریقہ کمال ہے، چنانچہ جو خرقی نے یہاں بیان کیا ہے وہ مکمل طریقہ ہے، ہمارے بعض اصحاب کا کہنا ہے کہ کامل طریقہ میں دس اشیاء کا ہونا چاہیے، نیت، بسم اللہ، تین بار ہاتھ دھونا، جہاں نجاست لگی ہے اسے دھونا، وضوء کرنا، سر پر تین چلو پانی ڈال کر بالوں کی جڑوں کو تر کرنا، سارے جسم پر پانی بہانا، دائیں طرف سے شروع کرنا، جسم کو ہاتھ سے ملنا، غسل والی جگہ سے دوسرے جگہ ہو کر اپنے پاؤں دھونا.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (1 / 217).

پانی بہانے سے قبل سر اور داڑھی کے بالوں کا پانی کے ساتھ خلال کرنا مستحب ہے، امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث کے مطابق ہونا چاہیے وہ اس طرح ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تو اپنے ہاتھ تین بار دھوتے اور نماز والا وضوء کرتے، پھر اپنے ہاتھ سے بالوں کا خلال کرتے حتی کہ جب محسوس کرتے کہ جلد تر ہو گئی ہے تو اس پر تین بار پانی بہاتے پھر سارا جسم دھوتے "

متفق علیہ.

اور میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت کے لیے پانی رکھا تو پانی اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور انہیں تین بار دھویا، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈال کر عضو تناسل دھویا، پھر مٹی یا دیوار پر دو یا تین بار ہاتھ ملا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور چہرہ اور بازوں دھوئے، پھر اپنے سر پر پانی ڈالا، اور پھر اپنے جسم پر پانی بہایا اور اس جگہ سے ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے، تو میں تولیہ لے کر آئی لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے استعمال نہ کیا، اور اپنے ہاتھ سے پانی جھاڑنے لگے "

متفق علیہ.

ان دونوں حدیثوں میں بہت سی خصلتیں بیان ہوئی ہیں، اور دائیں جانب سے اس لیے شروع کرنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طہارت میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرمایا کرتے تھے، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی

حدیث میں ہے:

" جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کرتے تو ایك برتن منگواتے اور اسے اپنے ہاتھوں سے پکڑتے اور پھر اپنے سر کی دائیں طرف سے شروع کرتے، پھر اسے ہاتھوں سے پکڑ کر اپنے سر پر بہاتے "

متفق علیہ.

غسل کرنے کے بعد پاؤں دھونے کے متعلق یہ ہے کہ امام احمد جگہ کے متعلق اختلاف کرتے ہیں، ایك روایت میں ان کا کہنا ہے کہ میں وضوء کے بعد دھونا پسند کرتا ہوں، کیونکہ میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث میں یہی ہے.

اور ایك روایت میں کہتے ہیں: عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث پر عمل کیا جائیگا، اس میں بیان ہوا ہے کہ انہوں نے غسل کرنے سے قبل نماز والا وضوء کیا... واللہ تعالی اعلم.

ان کا کہنا ہے:

اور اگر وہ ایك بار دھوئے اور سر اور سارے جسم پر پانی بہا لے اور وضوء نہ کرے تو کلی کرنے اور ناك میں پانی چڑھانے اور اس سے غسل اور وضوء کی نیت کر کے سارے جسم پر پانی بہا لے تو یہ کافی ہوگا، لیکن وہ اختیار کا تارك ہے.

یہ طریقہ کفائت والا طریقہ ہے، اور پہلا طریقہ مختار یعنی بہتر ہے، اسی لیے انہوں نے کہا ہے کہ وہ اختیار کا تارك ہے، یعنی جب وہ اس پر اقتصار کرے تو افضل اور اولی ترك کرنے کے ساتھ کافی ہوگا.

اور ان کا یہ کہنا کہ:

اس سے غسل اور وضوء کی نیت کرے: یعنی جب وہ دونوں کی نیت کرے تو غسل کافی ہوگا، اسے امام احمد نے بیان کیا ہے، اور ان سے ایك دوسری روایت یہ بھی ہے کہ: غسل وضوء سے کفائت نہیں کرے گا، بلکہ اسے غسل سے قبل یا بعد میں وضوء ضرور کرنا ہوگا، یہ امام شافعی کا بھی ایك قول ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا، اور اس لیے بھی کہ جنابت اور حدث دونوں ہی پائی گئی ہیں اس لیے دونوں طہارت کا ہونا بھی ضروری ہے، جس طرح کہ علیحدہ ہوں.

اور ہماری دلیل درج ذیل فرمان باری تعالی ہے:

تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ حتی کہ تمہیں علم ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو، اور نہ ہی جنابت کی حالت میں حتی مگر راہ عبور کرنے والے ہو، حتی کہ غسل کر لو النساء (43).

اللہ تعالی نے یہاں غسل کو نماز کی ممانعت کے لیے غایت مقرر کیا ہے اور جب غسل کر لے تو پھر ممانعت نہیں، اور اس لیے بھی کہ یہ دونوں عبادتیں ایك ہی جنس سے ہیں اس لیے حج میں عمرہ کی طرح چھوٹی عبادت بڑی عبادت میں داخل ہو جائیگی.

ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

غسل جنابت کرنے والا شخص جب وضوء نہ کرے، بلکہ سارے جسم پر پانی بہا لے تو اس نے اپنے اوپر فرض ادا کر دیا، کیونکہ اللہ تعالی نے جنبی شخص پر غسل جنابت فرض کیا ہے، وضوء نہیں، فرمان باری تعالی ہے:

اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو غسل کرو .

اور یہ اجماع ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں، لیکن علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے غسل سے قبل وضوء کرنا مستحب ہے، کیونکہ یہ غسل کے ممد و معاون بھی ہے اور اسے تہذیب بھی.

واللہ اعلم .